سوال

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں بیک وقت دیں ہوں، تو کیا مرد اور عورت کا نکاح ختم ہو جائے گا؟ عورت اپنی والدہ کے گھر ناراض ہو کر بیٹھ گئی ہے اور اس کے والدین شوہر سے صلح کا موقع یا کال نہیں کرنے دے رہے، تو کیا ایسی صورت میں طلاق واقع ہو جائے گی؟

جواب

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

انسان کو چاہیے کہ وہ شادی کرنے سے پہلے نکاح و طلاق کے مسائل سے بخوبی آگاہی حاصل کرے، تاکہ اسے نکاح و طلاق کی شروط، آداب، خاوند اور بیوی کے حقوق و فرائض، طلاق دینے کا شرعی طریقہ اور اس سے متعلقہ تمام احکامات کا علم ہو سکے اور وہ اپنی ازدواجی زندگی شرعی احکامات کے مطابق گزار سکے۔

قرآن و سنت کی روشنی میں اکٹھی تین طلاقیں دینا حرام ہے، ایسا کرنے والے کو اللہ تعالی سے اپنے گناہ کی معافی مانگنا چاہیے، لیکن اگر کوئی انسان اکٹھی تین طلاقیں دے دے تو وہ ایک ہی شمار ہوگی، لہذا اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دے دی ہیں تو وہ ایک ہی طلاق شمار ہوگی اور اسے عدت کے دوران بیوی سے رجوع کا حق حاصل ہوگا؛ کیوں کہ نکاح کے مضبوط بندھن کو شریعت نے یک لخت ختم نہیں کیا بلکہ تین طلاق کا سلسلہ اور پھر ان میں سے پہلی دو کے بعد سوچنے اور رجوع کرنے کا موقع دیا ہے تاکہ گھر ٹوٹنے سے بچ جائے۔ عدت گزرنے کے بعد نئے سرے سے نکاح ہو سکتا ہے، جس میں ولی، گواہ، حق مہر، عورت کی رضامندی ضروری ہے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كَانَ الطَّلَاقُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبِي بَكْرٍ، وَسَنَتَيْنِ مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ، طَلَاقُ الثَّلَاثِ وَاحِدَةً. (صحیح مسلم، الطلاق: 1472).

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے پہلے دو سال تک (اکٹھی) تین طلاقیں ایک طلاق ہی شمار ہوتی تھیں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے طلاق کے ناجائز طریقے کی روک تھام کے لیے ایک سیاسی فیصلہ کیا تھا کہ جس نے اکٹھی تین طلاقیں دے دیں ہم اسے نافذ کر دیں گے، یہ وقتی سیاسی فیصلہ تھا، شرعی نہیں تھا۔ (حاشیۃ الطحاوي علی الدر المختار: 2/105).

یاد رہے! وہ عورت جسے باقاعدگی سے ماہواری آتی ہے اس کی عدت کی مدت تین حیض ہے، یعنی طلاق کے بعد اگر عورت کو تین مرتبہ حیض آ جائے اور وہ تیسرے حیض سے پاک ہو جائے تو اس کی عدت ختم ہو جائے گی۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ ۔ (البقرۃ: 228).

اور وہ عورتیں جنہیں طلاق دی گئی ہے اپنے آپ کو تین حیض تک انتظار میں رکھیں۔

وہ عورت جس کو ماہواری آنا بند ہو گئی ہے، یا عمر کم ہونے کی وجہ سے ابھی آنا شروع ہی نہیں ہوئی، ان کی عدت تین قمری مہینے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ نِسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ . (الطلاق: 4).

اوروہ عورتیں جوتمہاری عورتوں میں سے حیض سے ناامید ہوچکی ہیں، اگر تم شک کروتوان کی عدت تین ماہ ہے اوران کی بھی جنھیں حیض نہیں آیا۔

اگر عورت حاملہ ہوتواس کی عدت وضع حمل ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے :

وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَن يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۔ (الطلاق : 4).

اورجو حمل والی ہیں ان کی عدت یہ ہے کہ وہ اپنا حمل وضع کردیں۔

رجوع کا طریقہ کار:

خاوند بول کر بھی رجوع کرسکتا ہے کہ اپنی بیوی کو مخاطب کر کے کہے کہ میں رجوع کرتا ہوں یاکسی اور کے سامنے یہ کہہ دے کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی تھی میں اس سے رجوع کرتا ہوں۔

اسی طرح اگر خاوند رجوع کی نیت سے اپنی بیوی سے قربت اختیار کرے تو بھی رجوع ہوجائے گا۔

1. سوال میں مذکورصورت حال کے مطابق ایک طلاق واقع ہوچکی ہے، لیکن واضح رہے کہ پہلی اوردوسری طلاق کے بعد خاونداپنی بیوی سے دوران عدت رجوع کرسکتا ہے، یہ اس کا حق ہے، والدین کا خاونداور بیوی کے درمیان صلح میں رکاوٹ بنناناجائزاور حرام ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے :

وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَٰلِكَ إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا (البقرۃ : 228).

اوران کے خاونداس مدت میں انہیں واپس لینے کے زیادہ حق دارہیں، اگروہ (معاملہ) درست کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں۔

اورفرمایا:

وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَن يَنكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُم بِالْمَعْرُوفِ ذَٰلِكَ يُوعَظُ بِهِ مَن كَانَ مِنكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَٰلِكُمْ أَزْكَىٰ لَكُمْ وَأَطْهَرُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (البقرۃ:232)

اورجب تم عورتوں کو طلاق دو، پس وہ اپنی عدت کو پہنچ جائیں توانھیں اس سے نہ روکو کہ وہ اپنے خاوندوں سے نکاح کرلیں، جب وہ آپس میں اچھے طریقے سے راضی ہوجائیں۔ یہ بات ہے جس کی نصیحت تم میں سے اس کو کی جاتی ہے جواللہ اوریوم آخرت پرایمان رکھتا ہو۔ یہ تمہارے لیے زیادہ ستھرا اورزیادہ پاکیزہ ہے اوراللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر خاونداور بیوی کی باہمی رضامندی سے صلح ہورہی ہو، توعورت کے ولی کا رکاوٹ بنناجائزنہیں ہے۔

والله أعلم بالصواب

محدث فتوی کمیٹی

شیخ عطاء الرحمن علوی